اَورنگِ شاہی

اُردو ترجمہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے ابتدا، جو رحمٰن اور رحیم ہے۔

اوّل و آخر وہی، ظاہر و باطن وہی ــــ اور اُسے ہر شے کا علم ہے۔ نعت نبی اعیان ناطق قرآن خاتم النبیین رسُول رب العالمین سرور کائنات کے لیے اور دم بدم ہمیشہ ہمیشہ ہزار در ہزار درُود سیّدنا محمّد عربی صلّی اللہ علیہ وسلم پر۔ آپؐ کے اصحابؓ پر اور جملہ اہل بیت پر۔ بعدازاں اس رسالہ کا مصنّف (باھُوؒ) چند کلمات تصوّر اسم اللہ ذات بیان کرتا ہے۔ نفس کے کثیف جامہ سے باہر نکلنا اور صفات قلب میں داخل ہونا۔ رُوح الامر جو امرِ ربّی ہے۔ قُلِ الرُّوۡحُ مِنۡ اَمۡرِ رَبِّیۡ) کو جامۂ لطیف کا جسم عطا کرتا ہے (جس سے حیاتِ ابدی حاصل ہوتی ہے)۔

جن کو علم دیا گیا ہے وہ درجات والے ہیں۔ مُردہ دل کو قیامت کے مُطالعہ سے زندگی حاصل ہوتی ہے۔ علم تفسیر با تاثیر سے روشن ضمیر نفس پر امیر فنا فی اللہ ہو جاتا ہے۔ فقیر اہل سنّت والجماعت جس کا طریقہ قادری سروری، سروری قادری ہے جو عالم باللہ صاحب تجرید و تفرید ہے بے تکلیف و بے تقلید حرف معرفت توحید فنا فی اللہ بیان کرتا ہے۔ فقیر باھُو قدس سرّہٗ ولد بازید عرف اعوان ساکن قلعہ پرگنہ شور

جو صوبہ لاہور سے متعلق ہے، نے اللہ تعالیٰ کے حکم اور حضرت محمد رسول اللہ صلعم کی اجازت ظاہری علم کی توفیق اور باطنی تحقیق سے یہ کتاب تصنیف کی ہے۔

قبور پر سورۃ مزمل کی دعوت پڑھنے سے انبیاء و اولیاء کی ارواح سے ملاقات، حضوری اور اُن کی صحبت حاصل ہوتی ہے۔ علمِ حاضرات اور اسم اللہ ذات سے بے شمار فنا نہ ہونے والے خزانے حاصل ہوتے ہیں۔ تصوّر نور حضوری مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچانے والا ہے۔ بے محنت و بے رنج قرب ربانی حاصل کرنا اور واصل ہونا۔ عالمِ بقا میں آئینۂ صفا سے بخدا واصل ہونا۔ ارشاد و ہدایت کے لیے کُل مقامات کی طے کا علم لانہایت کا کھولنا اور ہدایت میں دکھانا کہ جس سے ولایت لازوال قرب حضور مَعَ اللہ باوصال نصیب ہو۔ دَعْ نَفْسَكَ وَتَعَالَ۔ اپنے نفس کو چھوڑ اور چلا آ، سے حاصل ہوتا ہے۔

مراتب بے شمار لاحد و لاتعداد حضرت محی الدین راسخ الدین عادل بادشاہ (اورنگ زیب عالمگیرؒ) کو حاصل ہیں جو ہر طریقت سے واقف باعیان ناظر۔ خلق اللہ کے لیے فیض بخش ہے اور جس نے ربّ الارباب غوث الاعظمؒ کی ہر کتاب سے اسم اللہ کا حصہ اور کلام کا جواب باصواب حاصل کیا ہے (کے لیے یہ رسالہ تحریر کیا گیا ہے)۔ یہ رسالہ قطب المعظم اسم مسمّٰی کا معمّا کھولنے والا، علماء، فقراء و اولیاء کی کسوٹی ہے۔ بحر العالمین ہے جس سے تصرّف کونین حاصل ہوتا ہے کہ سنگِ پارس کی مانند طالب کاذب کے وجود کو زرِ سرخ بنا دیتا ہے اور طالب صادق کو حضوری میں پہنچا دیتا ہے۔ جو کوئی اس تمام تحریر کو پڑھتا ہے، اس پڑھنے والے کو اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے مطلب تمامیت کو پہنچا دیتا ہے۔ وہ دنیا و آخرت میں لایحتاج ہو جاتا ہے بلکہ اس کا مطالعہ فرضِ عین اور ضروری ہے کیونکہ یہ مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں پہنچا دیتا ہے۔ اِس رسالہ کا نام

اورنگ شاہی رکھا گیا ہے اور اسے حضور نما توحید الٰہی کا خطاب دیا گیا ہے۔

قطعہ (۱) ہر ورق خزانہ ہے اکسیر کرم کا
ہر سطر سِرّ ہے نورِ ختم کا
(۲) ہر ورق راہبر حضوری مصطفٰے ہے
عالم باللہ علم پڑھتا از خدا ہے

پس جو کوئی اسے اخلاص سے پڑھے گا اُسے ظاہری مرشد کی حاجت نہیں رہے گی کہ اس کا مطالعہ ہمیشہ کے لیے مطالعہ کرنے والے پر علمِ لوحِ محفوظ کھول دیتا ہے۔ اِس سے وہ راہ ہاتھ آتی ہے جس سے جہاں چاہے وہ اپنی دید کو باتوفیق پہنچا سکتا ہے۔ اے میرے عزیز!

یہ طریقہ علم لطیف اللہ کا ہے جس میں قرب پروردگار سے نوری حضوری لطیفہ غیب الغیب سے (وجود میں) ظاہر ہو جاتا ہے اور ہمیشہ مطالب کے مطابق بے آواز الہام ہوتا ہے۔ شرط یہ ہے کہ طالب کو چشم بینا حاصل ہو۔ وہ اہل نفاق، نابینا اور کینہ پرور نہ ہو۔

قطعہ

مرد وہ ہے جو ہو سِرّ شناس — پہچانتا ہو شاہ کو اندر ہر لباس
پہچانتا ہوں شاہ کو بیک نظر — صرّاف جیسے جانتا ہے سیم و زر

اِس مقام پر حضرت پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس سے پیغام کی آمد و رفت ہوتی ہے۔ اس حضوری علم کا گواہ الست کی ہدایت۔ عین بعین بینائی۔ دل کی صفائی اور حاضر ناظر ہوتا ہے۔ جو شخص بعیان نظارہ کرنے والا ہے اُسے فرشتہ متوکل اور نماز استخارہ کی ضرورت نہیں ہوتی کیونکہ ایک لاکھ ستر ہزار بلکہ اِس سے بھی زیادہ بے شمار استخارے کُن فیکون اور تصوّر اسم اللہ ذات سے حاصل

ہوتے ہیں حضوری علمِ حاضرات سے کھلتی ہے کلمۂ طیب لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی توجہ توفیق سے دینی و دنیاوی تحقیق اور حق کی ہدایت سے ظاہری تصرف لایحتاج کر دیتا ہے اور بامشاہدہ حضوری سے مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچ جاتا ہے۔ اِس حقیقتِ حق کو لے اور باطل بدعت سے ہزار بار استغفار کر اور شریعتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں ہوشیار بن۔ بیت:

ہر مرتبہ شریعت سے ہی پایا ہم نے — اپنا پیشوا شریعت کو بنایا ہم نے

مرد وہ ہے جو اپنے ظاہر کو شریعت کا لباس پہنائے۔ حضوری کی یہ راہ گنج بخش رنج کو دُور کرنے والی ہے۔ قصہ خوانی۔ افسانہ گوئی۔ لاف و گفتار سے حاصل نہیں ہوتی۔ صاحبِ تجربہ آزمودہ کار کو اسم اللہ ذات کے تصور یقین اور اعتبار سے ملتی ہے یہ مجاہدہ نہیں بلکہ مشاہدہ کی راہ ہے۔ پہلے ہی روز حضوری اِلٰہ بخشنے والی ہے کہ مجاہدہ میں سالہا سال کی ریاضت کے بعد قرب مشاہدہ ایزد متعال اور وصالِ لازوال حاصل ہوتا ہے۔

شرح عالم حاضرات: اسم اَللّٰہ ذات کے تصور سے توحید حضوری کھلتی ہے۔ پہلے ہی روز حضرت بی بی رابعہؒ اور سلطان بایزیدؒ کا مرتبہ حاصل ہوتا ہے۔ تصور اسم اَللّٰہ ذات تحقیق کے علم حاضرات سے حضوری معرفت توحید اِلَّا اللّٰہ میں پہنچا دیتا ہے اور مجلسِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل ہو جاتا ہے اور ارواح حیات و ممات مومن مسلمان اولیاء اللہ سے ملاقات کرتا ہے اور علم حاضرات تصور اسم اللہ ذات سے نو آسمان عرش و کرسی و لوح و قلم اور زمین کے ساتوں طبقوں کا تماشہ نظر آتا ہے اور پہاڑ تلے سنگِ پارس حاصل کرنے کا تصرف حاصل ہوتا ہے۔ لوگوں میں سے اَولیاء اللہ ملتے ہیں،

آیاتِ قرآنی سے اسمِ اعظم اور کیمیا اکسیر بنانے والی (دنہال) بوٹی حاصل ہوتی ہے جمعۃ المبارک میں نیک ساعت۔ راتوں میں شبِ قدر۔ چالیس اَبدالوں۔ ہر ملک کے بادشاہ۔ اصحابِ کہف حضرت خضرؑ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مُلاقات ہوتی ہے اور علم تصور حاضرات سے مشرق تا مغرب چالیس حکومتوں کے بادشاہ ہر ملک ولایت حکومت عنایت الٰہی سے ایک ہفتہ میں اپنے تصرف و حکم میں آجاتے ہیں۔ پس تصور اسم اللہ ذات کے حاضرات کے علم سے اگر دولت بے رنج کے خزانوں کا تصرف اور ہر مرتبہ دل خواہ باطن میں حاصل نہ ہوتا تو راہ باطنی پر چلنے والے سب کے سب پریشان اور گُم راہ تر ہوتے۔

جان لو! کہ ان سات نقشوں سے سات خزانے ایک ہی ہفتہ میں حاصل ہو جاتے ہیں اور پانچ روز میں خدا سے واصل ہو جاتا ہے۔ یا یہ کہ یہ سات نقش اسم اللہ کے سات تصور ہیں اور ان سات اسماء سے حکمت کے ساتھ وجود کے سات خزانوں کا طلسم ٹوٹ جاتا ہے۔ بیت ؎

یہ معمّا مشکل ہے بن مشکل کُشاء — اِس مشکل کو کھولتے ہیں اولیاء

القرآن: اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَاخَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَاھُمْ یَحْزَنُوْنَ ٥

جان لو! کہ اولیاء اللہ کو نہ کوئی خوف ہے اور نہ کوئی غم۔

ان نقشوں کا صاحبِ تصور دو حکمت سے خالی نہ ہوگا۔ وہ جو کچھ مشاہدہ کرتا ہے قرب توحید اِلَّا اللّٰہ اور حضوری حضرت مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوتا ہے۔ جس طریق سے بھی دیکھے اس کا باطن صفا، حق نما ہوتا ہے جو انبیاء اولیاء کا مرتبہ ہے۔ وہ خواب میں دیکھتا ہے یا مراقبہ میں یا بحرِ مکاشفہ کے استغراق میں یا بعیان یا قربِ قدرتِ رحمان میں یا توفیق معرفت اِلَّا اللّٰہ سے اُسے آگاہی ہوتی ہے یا رُوح کی گرمی اور شُعلہ سے لَوح کی مانند تجلیاتِ ہوتی

ہیں یا نظر نگاہ سے حسبِ دل خواہ روشن ضمیر ہو جاتا ہے یا اُسے سُلطان الوہم وحدت کی واردات علمِ غیبی سے فتوحات فیض بخش فضیلت لاریبی بخشتا ہے۔ یا اُسے ہم جلیس ربِ جلیل ہونے کے علم سے دلیل حاصل ہوتی ہے۔ یہ تمام علم علوم علمِ لدُنی کی طے میں ہیں پس جو کوئی بھی ایک حرف علم لدُنی پڑھتا ہے، اُس سے کوئی علم مخفی و پوشیدہ نہیں رہتا۔ اسم اللہ کے سر سے ایک حرف یا دکرتا کہ تو کونین کا امیر مالک المُلکی بن جائے۔ اے میرے عزیز! یہ ایسی راہ ہے کہ اول اِس میں ہر چہار پرندے لے یعنی حرص کا کوا، شہوت کا مُرغ۔ زینت کا مور اور ہوا کا کبوتر — اور تصوّرِ اسم ذات اللہ سے ان کو ذبح کر لے۔ بعدازاں فقر معرفتِ خدا میں قدم رکھ۔ جب یہ چاروں پرندے کُشتہ ہو جائیں گے تب حواسِ ظاہری بند ہو کر باطنی حواس کُھل جائیں گے جو حق کو حق تک پہنچا دیتے ہیں اور باطل کو باطل کر دیتے ہیں۔ اِن مراتب کا سِلک سُلوک دُو قسم کا ہے۔ اوّل مجاہدہ۔ ریاضت چلہ کشی کا حکم دینا جو مزدور کا مرتبہ ہے۔ دوم مرتبہ دکھانا اور مشاہدہ کھولنا ہے جو معرفت حضور کا مرتبہ ہے۔ جو حضور پڑھتا ہے وہ حضور میں پہنچاتا ہے۔ جو علمِ حضور کا مُطالعہ کرتا ہے وہ ہمیشہ مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں رہتا ہے۔ جو مُرشد عالم باللہ ہے اُسے حضوری کے سوا کوئی دوسری راہ معلوم ہی نہیں۔ راہ حضوری کا گواہ یہ ہے کہ اس میں رفیق کے ہمراہ رفیق رہتے ہیں۔ رفیق اُسے صغیرہ کبیرہ گناہ سے باز رکھتے ہیں۔ (وہ رفیق) عطاء اللہ فیض اللہ ہیں جس میں دونوں جہان کا تماشہ مدِ نظر نگاہ رہتا ہے۔ اوّل گواہ طالبُ العلم ہے کیونکہ جاہل معرفتِ الٰہی حاصل نہیں کر سکتا اور جاہل ہرگز فقیر اولیاء اللہ نہیں ہوتا۔ علمِ دوام ایسا علم ہے جس میں ظاہری علم کی باطنی علم کے ایک حرف سے ہی تحصیل تمام ہو جاتی ہے۔ دُوسرا گواہ طالبُ المولیٰ ہے جس کے مراتب اعلیٰ اور سب سے اُولیٰ ہوتے ہیں۔ تیسرا گواہ

افضل العُلماء ہیں۔ چوتھا گواہ اولیاء ہیں۔ پانچواں گواہ راہبر جو فیض بخش خلق کا راہنما ہو۔ چھٹا گواہ باادب باحیا ہونا ہے۔ ساتواں گواہ خواہشات سے باہر نکلنا ہے۔ آٹھواں گواہ غرق فنا فی التوحید۔ فنا فی اللہ۔ باخُدا ہونا ہے۔ وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ (وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں کہیں تُم ہو۔) جو کوئی یہ آٹھ گواہ نہیں رکھتا اُسے پیری و مُرشدی کی راہ ہی معلوم نہیں۔ وہ اس جمیع مطالب سے خزانہ حاصل نہیں کر سکتا کیونکہ وہ تو غم بردار ہے۔ مونس و دلخواہ یار وہ ہے جو پروردگار کی خاطر راہنمائی کرے۔ باطل بدعت سے استغفار پڑھے جو شریعت میں صاحب نظر نگار ہو بلکہ مانندِ آفتاب اِشتہار ہو۔ تصرّف کا ہر خزانہ بے رنج مطالب ان سات نقشوں سے طلب کر کہ طے سے طے کُھلتی ہے۔ حی سے زندہ ہوتا ہے۔ اور قیّوم سے ماضی حال مستقبل کے حقائق معلوم ہوتے ہیں۔ علمِ حاضرات کا یہ علمِ حضوری کی راہ علم حضور سے ہے جو کہ خاصہ خلاصہ توحید اللہ معرفت نور کا ہے۔ یہ مراتب مراد بخش رحمٰن کے ہیں۔ جو دنیا نفس شیطان پر غالب ہے اور کامل انسان کے نصیب میں ہے۔ علم توریت۔ انجیل۔ زبور و فرقان مع اسمِ اعظم اور تصرّف گنج مخلوقات کا تماشہ کھل جاتا ہے جو اہلِ یقین کے نصیب میں ہے۔ یہی فضل ہدایت الفقر ہے۔

اللہ جل جلالہٗ

حرُوفِ تہجّی

ہر دائرہ کے حرف کی دعوت دم و دل سے پڑھے تو جسم کے ساتوں اعضا نُور ہو جاتے ہیں۔ اگر دَور مدور پڑھے حضوری حاصل ہو جائے۔ حرُوف یہ ہیں:

کبیر قدرت ا عالم امیر	تفکر تصور ب تصرّف توحد	تصوّر حضور ت تصرّف نور	توفیق ترک ث توکّل تحقیق	فنا ولایت ج ہدایت بقا
عمل دم ح قدیر نیت	عمل قدیر ح دم نیت	حکایت عنایت د ہدایت یگانگت	محبّت مکاشفہ ذ مراتب مشاہدہ	راز راہ ر یاالٰہ آواز
زیر بزیر ز باظفر باخبر	ذوق شفقت س شرف شرق	خرم شرط ش شریعت شرائط	فیض ستر ص سکر بسط	علم عباد ض عفو حیا
طاعت طے ط طالب بےطمع	عالم لدُنّی ظ کل من	غیار عین ع عنایت عادر	طالع مطالعہ غ لوح محفوظ نما	حیرت حال ف قال عبرت
گنج پنج ق بےرنج پنجاہ	کرامت کرامت ک آفات کرم	لایحتاج جانباز ل اعلاج معراج	احوال وصال م جمال قال	صادرہ نوردہ ن تنزل صدرہ
درد نماز و وحدت فتوحات	قلب سلیم رحمت ھ رحیم سجی تسلیم	لقاء شفاء لا نقش فنا حیا	فرقی الفت ء لطف شرط	یقین نما ی یکتا الحال

عالم باللہ جو حالِ نقش ہے سینہ پر علم مشق کرنے سے بے شمار خزانوں کا تصرف اُس کے سینہ میں پیدا ہو
جاتا ہے۔ اُسے کوئی حاجت باقی نہیں رہتی جو علم سینہ میں ہے اس کا حرف ع علم عین کو پہنچا دیتا ہے شیطانی وسوسہ
خناس خرطوم کو اِس طرح دُور کرتا ہے کہ پھر شیطان خناس وجود میں آنے نہیں پاتے
جو شخص اِن آفات سے خلاصی پالے۔ سورۂ اخلاص مرتبۂ خاص رکھتی ہے جو خاصوں
کا سینہ صفا رکھتی ہے اور خطرات کو (سینہ میں) داخل نہیں ہونے دیتی۔ اِس سے جُملہ
حواس ظاہری بند ہو جاتے ہیں اور باطنی حواس کھُل جاتے ہیں۔ اَلَمْ نَشْرَحْ
کے حرف ل سے لایحتاج ہو جاتا ہے۔ حرف م سے مجلس محمدی صلی اللہ علیہ
وسلّم میں ہمیشہ کے لیے داخل ہو جاتا ہے۔ علم صفا سینہ میں ہے جو ہوائے نفسانی
کو نکال دیتا ہے۔ سینہ کا علم وسیلہ رہبر با خدا ہے اور سینہ کا علم فضل ہے یہی تحصیل
علم ہے کہ یہ مشق دست بدست پہنچا دیتی اور دست بدست حضوری بنا دیتی
ہے ——— وہ یہ ہے:۔

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ بشارت مبارک باد

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ

لَهٗ
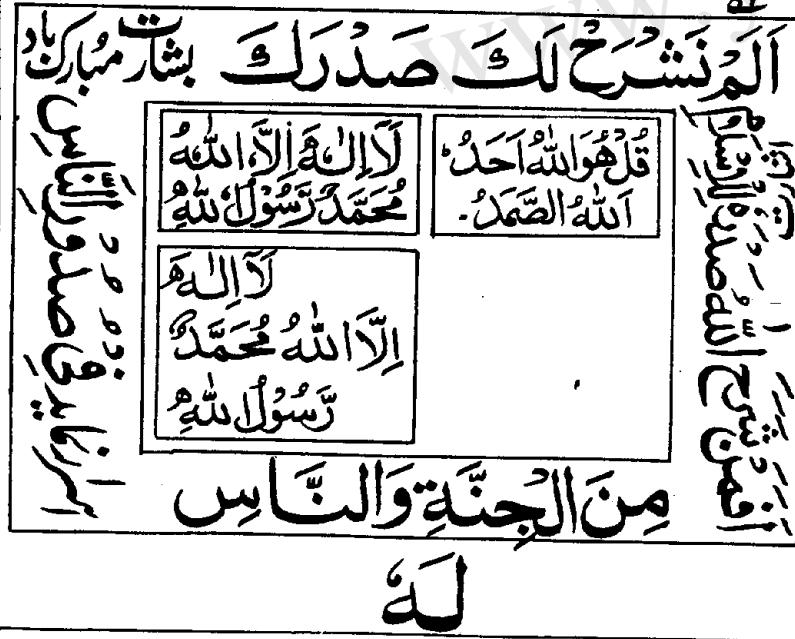
۱ حرُوفِ تہجیّ: وہ اسماءِ الٰہی ہیں جو اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو سکھائے جن کے سامنے فرشتے عاجز آگئے۔ یہ تیس حرُوف جُملہ علوم کی چابیاں ہیں جن سے ہزار ہا علوم کی ہزاروں کتابیں تحریر کی گئیں لیکن حروف کا یہ خزانہ روزِ ازل کی طرح موجود ہے اور اس میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی۔ جو کوئی اِن حروف کو دور مد ور دم سے پڑھتا ہے اس کا وجود نور ہو جاتا ہے۔ جو کوئی تحقیق کے قاعدہ سے پڑھنا جانتا ہے اُسے دین و دُنیا کے خزانوں کا تصرف حاصل ہو جاتا ہے۔

۲ جو شخص اس نقش کی مشق سینہ میں کرتا ہے اس کا سینہ اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ سے حصّہ حاصل کر لیتا ہے۔ لوحِ ضمیر میں لوحِ محفوظ نازل ہونے لگتی ہے اور خناس خرطوم وہم وسواس سے سینہ پاک و صاف ہو جاتا ہے۔

تصوّر اسم اَللّٰہ ذات فیض بخش ہے۔ حضرت محمّد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے جُود و کرم خُذْ بِیَدِیْ (میرا ہاتھ پکڑ) کے مرتبے کو پہنچا دیتا ہے۔ وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى۔ یا رسُولَ اللہ جب آپؐ نے کافروں کی طرف ریت پھینکی تو وہ آپؐ نے نہیں پھینکی بلکہ اَللّٰہ تعالیٰ نے پھینکی۔ ہاتھ میں دائرہ کے مشق علم سے کلمۂ طیّب لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ مرقوم کرنے سے برکت کثیر ظہور میں آتی ہے۔ چنانچہ (حضورؐ پاک نے) اپنے دستِ مُبارک سے مٹھی بھر ریت کفّار کی طرف پھینکی۔ ریت کے ہر دانہ سے آگ نے تمام کافروں کو جلا دیا کہ بُود سے نابُود ہو گئے۔ دوسرا معجزہ یہ ہے کہ اپنے دستِ مُبارک کی انگشتِ شہادت سے چاند کو دو ٹکڑے کر دیا۔ ایک اور معجزہ یہ ہے کہ جو شخص اس طریق سے باتوفیق ہو وہ حقیقت میں طالب کو مجلسِ محمّدی صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری میں پہنچا سکتا ہے اور حضرت محمّد صاحب صلی اللہ علیہ وسلم سے تلقین دِلا سکتا ہے۔

وہی مُرشد عالم باللہ حضوری ارشاد کے لائق ہے جو اسم اللہ ذات کے تصوّر سے حضوری میں پہنچائے اور علم حاضرات حضوری جانتا ہو۔

بیت

دستِ بیعت و ارشادِ محمّدؐ سے پایا ہم نے — تلقینِ محمّدی کو رفیق اپنا بنایا ہم نے
جس نے پکڑا دستِ نبویؐ باکرم — وجود میں اُس کے رہے نہ کوئی غم

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ جان لو! کہ کلمۂ طیّب کا ہر حرف يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ۔ (اللہ کا ہاتھ ہے اُن کے ہاتھ پر) کے مرتبہ کو پہنچا دیتا ہے جس سے اُن کا ہاتھ ہمیشہ کے لیے اللہ کے دستِ قُدرت کے نیچے رہتا ہے اور وہ سخت مصیبتوں جنّ و شیطان لعین اور نفسِ امّارہ کے قہر سے محفُوظ رہتا ہے۔

بیت

تجھے نفسِ کافر سے ہی ہر دم کار ہے — اپنے دام میں لے آ کہ عجب شکار ہے
اگر تیری آستین میں ناگ سیاہ ہے — اِس سے بہتر ہے کہ نفس ترا ہم نشین و ہمراہ ہے

جان لے! کہ نفس سیری کے وقت فرعون ہوتا ہے کہ اَنا میں آجاتا ہے اور نفس بھوک کے وقت اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف نظر نہیں کرتا۔ نفس بوقت شہوت بے عقل جاہل ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو حاضر نہیں جانتا۔ اللہ تعالیٰ بندہ کے ہمراہ اور اُس کا رفیق ہے۔ بندہ ہی کور چشم گمراہ ہے۔ وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ۔ وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں کہیں تم ہو اور نفس نے فَفِرُّوْا اِلَى اللّٰهِ (اللہ کی طرف بھاگو) کو فَفِرُّوْا مِنَ اللّٰهِ (اللہ سے بھاگو) سمجھ لیا ہے۔ غصّہ کے وقت نفس مُنہ سے گالی بکتا ہے۔ یہ بات قرآن کے مخالف ہے۔ نفس بوقت سخاوت قارُون کی طرح ہو جاتا ہے کہ بخیل چوں چرا کرتا ہے۔ بُخل بہت ہی

بُرا کام ہے۔ پس نفس کو ایک ہی بار فرماں بردار کرلے۔ قید کرلے یا قتل کر دے۔ چنانچہ دیوِ سلیمانی کی طرح اسم اللہ ذات کے تصوّر اور علم حاضرات سے ایک ساعت میں نفس چور کی صُورت میں پکڑا آتا ہے اور وجُود میں اُس کی شناخت ہو جاتی ہے۔ مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ۔ جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا اُس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔ مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ بِالْفَنَاءِ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ بِالْبَقَاءِ۔ جس نے اپنے نفس کو فناء سے پہچان لیا اُس نے اپنے رب کو بقاء میں جان لیا۔ جو اِس مرتبہ کو پہنچ گیا وہ مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا مرنے سے پہلے مرجاؤ کا تماشہ اپنی حیات میں ہی دیکھتا ہے۔

یُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَیُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ۔ وہ مردہ سے زندہ اور زندہ سے مردہ کو نکالتا ہے۔ جب نفس پر یہ مرتبہ کھلتا ہے تو اُسے احوالاتِ حیات کا مشاہدہ ہوتا ہے۔ پھر وہ ادب کی قید میں آجاتا ہے اور تمام ہوسِ کفر و شرک سے باہر نکل آتا ہے۔ مرشد کامل عالم عامل کے لیے ان میں سے ہر مرتبہ کھولنا اور یک دم یک قدم پر دکھانا آسان ہے۔ طالب کم حوصلہ خام کو تصرفِ الٰہی کے خزانے۔ وزارت۔ بادشاہی اور طبقات کی سیر کو وجود میں نگاہ رکھنا مشکل و دشوار ہے کیونکہ خزانہ خرمی سے ماہ تا ماہی قلب نفس کے قالب میں اتنی فرحت پیدا ہوتی ہے کہ ایک شب روز میں جان بلب ہو کر مر جاتا ہے مجھے ان لوگوں پر تعجب ہے جو نارسیدہ مکارہ پارساؤں کو اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْفُقَرَا کا تصرف گنج بخش دیتے ہیں لیکن اِس راہ میں علم رفیق ہمراہ ہونا چاہیئے۔ عالم کا گواہ حِلم ہے کہ عالم کی نگاہ حلم پر ہے۔ جہالت کفر ہے اور جاہل گُمراہ۔ علم مُونسِ جان ہے اور زاہد بے علم دیوِ شیطان ہے کہ قرآن نصِ حدیث پر اعتقاد نہیں رکھتا۔ وہ خبیث ہے کہ اُس کی ہر بات بے یقینی کی ہے۔ واضح

رہے کہ ابلیس عالم فاضل ہے جس نے ہر علم کا مُطالعہ کیا ہے اور شیطان سے کوئی علم پوشیدہ نہیں۔ مگر شیطان دو علُوم سے محرُوم ہے۔ پس جو کوئی ان دو علُوم کو پڑھتا اور جانتا ہے وہ دُنیا و آخرت میں صاحبِ عظمت اور مخدُوم ہے۔ ایک عِلم یہ ہے کہ وہ نماز حضوریؔ (قلب) بے وسوسہ خطرات ادا کرے جس میں خاص بات سجدہ ہے اور شیطان عبادتِ سجدہ سے مرُدُود ہے۔ دوم امرِ غالب ہے جو تیغ برہنہ اور شیطان کو قتل کرنے والی تلوار ہے۔ مُطالعۂ حضوری میں تلمیذ الرحمان بنارہ۔ اس کی شرح اور خُلاصہ یہ ہے کہ ہر کلمہ کو دین پر قوی نفس پر منصف آئین بن کر مقامِ حضوُر میں پڑھتا ہے اور اِس کلمہ سے وجُود کے ساتوں اعضاء میں تجلّی پیدا ہو جاتی ہے جو اُسے شب و روز اس طرح جلاتی ہے جیسے آگ خشک ایندھن کو جلا دیتی ہے اور اہلِ تجلّی سے شیطان جو نفس کا وزیر ہے، بھاگ جاتا ہے۔ کلمۂ طیّب مرقوم وجودیہ کا صاحبِ مشق نفس پر حکمران ہوتا ہے کہ وہ خناّس کو مار کر خود کو حضوری میں پہنچاتا ہے۔ روشن ضمیر کا پہلے دن کا یہ مرتبہ ہے۔ یہ عالم باللہ امیر فقیر کے مراتب ہیں۔ جان لو! کہ جو مُرشد اسم اللہ ذات کی توجہ سے طالب کے وجُود سے شیطان اور نفس کو جُدا نہ کرے اور حضوری مرتبہ کو نہ پہنچائے۔ اگرچہ وہ ساری عُمر وِرد و ظائف ذِکر فکر کرتا رہے تو بھی شیطانی وسوسہ کی قید میں رہے گا۔ وہ مُرشد خود خام تر ہے اور اس کے طالب تیلی کے بَیل کی طرح ہیں۔ مطلب یہ کہ جو مُرشد اِسم اللہ ذات کے تصوّر کا اثبات کرے اور چھ سمتوں سے باہر نکال کر لامکان فی اللہ اسم ذات میں داخل کرے اُس کے لیے حیات و ممات یکساں ہو جاتی ہے۔ حدیث میں ہے۔ اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَا یَمُوْتُوْنَ بَلْ یَنْتَقِلُوْنَ مِنَ الدَّارِ اِلَی الدَّارِ۔ بے شک اولیاء اللہ مرتے نہیں بلکہ ایک گھر سے دُوسرے گھر میں منتقل ہو جاتے ہیں ؎

اَبْیَات

جُثۂ ایمان جب جُثۂ درست دِ قلب میں آتا ہے — مرنے کے بعد بھی وہ جُثۂ بقا پاتا ہے
لازم نہیں کہ قبر کا باقی رہے نشاں — وہ جُثۂ ہی قبر ہے بس جا و داں
قبر ہو بھی تب بھی عارف رہتا ہے اُس جہاں میں — فنا فی اللہ ہو کر رہتا ہے وہ لامکاں میں
جو بھی پہنچا اس جگہ وہ ہے مردِ خدا — جو بھی اس جگہ پہ آئے کہہ دو اُس کو مرحبا
باھُوؒ یہ بحر ہے بحرِ شرف ہے — اولیاء کو یہ مکانِ لاتخف ہے
طلب کر اُس سے یہ راہ جو ہے تیرا راہبر — تا کہ تجھ کو ہو جائے حق کی خبر
بے حضوری مُرشد کی نظر ہے خام تر — جامع مرشد پہنچا دے با نظر

حَدِیْث: تَفَکُّرُ سَاعَۃٍ خَیْرٌ مِّنْ عِبَادَۃِ الثَّقَلَیْنِ۔

ایک ساعت کا تفکر عبادتِ ثقلین سے بڑھ کر ہے۔ یہی تفکر بمدِ نظر رحمۃ اللہ منظور ہے۔ ذات صفات کی تجلّی طالب کو نورِ حضور کا مرتبہ عطا کر دیتی ہے۔ سمیع ساتھ اللہ کے اُس کی شان ہوتی ہے۔ تجلّیات میں سے یہ تجلّی حضرت مُحمّد صلّی اللہ علیہ وسلّم کے نُور سے ہوتی ہے۔

بیت

موسیٰؑ بے ہوش ہو گئے اِک تجلّی صفات سے — تبسّم کناں رہے حضورؐ عین ذات کے رُوبرُو

یہ شرف حضرت مُحمّد صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حضور سے ہے۔

بیت

فرشتے کو حاصل ہے بس قربِ درگاہ — نہیں اُس کو ملتا مقامِ لِیْ مَعَ اللہ

حق کو لے لے اور باطل بدعت سے استغفار کر پس مرشد عالم باللہ ہی وہ مرد ہے جو تصورِ اسم اللہ ذات سے مقامِ لِیْ مَعَ اللہ سے حضوری کی راہ کھول دے اور کلمۂ طیب لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ سے

دکھا دے۔ بیت ؎

وہ پیر پیر ہے مُرشدِ در د خواہ — بے حضوری پیر مُرشد دُزد خواہ

یہ لِسانُ الغیب کا معمّا ہے جس میں قرآن بے زبان پڑھا جاتا ہے اور بغیر آنکھوں کے بعیان دیکھا جاتا ہے اور لاہوت لامکاں میں داخل ہُوا جاتا ہے۔

پس اسے احمق پریشان کے رُوبرُو بیان کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے؟ جان لو! کہ نہ تو ہر انسان کا وجُود وصال کے لائق ہے اور نہ ہر زبان قال کے بغیر ہے اور نہ ہی ہر پتھر لعل ہے۔ بیت ؎

نہ ہر سَر لائقِ پادشاہی ہے — نہ ہر دل مخزنِ گنجِ الٰہی ہے

مردِ مُرشد وہ ہے جو ایک ہی نظر سے طالب کے وجود کے ساتوں اعضا دریا کے بہتے پانی کی طرح پاک کر دے۔ دُوسری نظر سے حضرت مُحمّد صلّی اللہ علیہ وسلّم کی مجلس میں پہنچا دے تا کہ تمام عُمر چلّہ و ریاضت کی ضرورت باقی نہ رہے مرد وہ ہے جو مجاہدہ میں مشاہدہ کھول دے۔ مجاہدہ راز کی نماز ہے اور راز ایک آواز ہے جو رکوع و سجود میں قربِ اِلٰہ سے اِلہام جوابِ باصواب، لَبَّیْکَ یَا اَسْعَدَ عَبْدِیْ ہوتا ہے کہ اَللہ حیّ و قیّوم ہے۔ اِس قسم کی نماز زندہ دِلوں کی ہے جو مجاہدہ میں مشاہدہ دکھا دیتا ہے جس سے عِشق محبت تعطّش شوق پیدا ہوتا ہے۔ جس سے تھوڑی آگ دوزخ نے لے لی ہے۔ جو دل آتشِ محبت سے نہ جلے اُسے دوزخ کی آگ جلائے گی۔

بیت

مجھے آتش کی وہ منزل مِلی ہے — کہ میرے دِل سے آگ دوزخ نے لی ہے

یہ جبّاری قہّاری آتشِ نوری ناری تجلّی دونوں جہانوں سے زیادہ بھاری ہے۔ کیونکہ یہ اسم اللہ ذات سے ہے۔ چنانچہ اللہ نے فرمایا۔ بے شک ہم نے

(دیں) امانت آسمانوں، زمین اور پہاڑوں پر پیش کی تو انہوں نے اس کے اُٹھانے
سے عاجز آکر انکار کر دیا اور انسان نے اِسے اُٹھالیا۔ بے شک وہ ناواقف اور
اندھیرے میں تھا (اسم اللہ کے بوجھ سے واقف نہ تھا)۔ پس حضرت پیغمبر صاحبؐ
نے اس امانت کی گراں باری کی وجہ سے فرمایا۔ کاش! محمدؐ کا ربّ محمدؐ کو
پیدا نہ کرتا۔ پس دُوسروں کی کیا ہستی ہے؟ انسان کا وجود اس بوجھ کو اُٹھانے
والا ہے۔ لیکن حدیثِ پاک ہے۔ اسم اللہ طاہر شے ہے جو مکانِ طاہر کے سوا
کسی جگہ قرار نہیں پکڑتا۔ بیت

اسم اللہ بھاری ہے بے بہا ۔۔۔ اِس حقیقت کو جانتے ہیں مُصطفٰےؐ

ہر علم اور ہر کتاب اسم اللہ ذات کی شرح ہے۔ منتہی فقیر کامل اور علماء
عامل وہ ہیں جو کلید اسم اللہ ذات سے کھول کر دونوں جہان کا تماشہ اور ہر علم
کا مطلب دکھا دیں۔ کیونکہ اسم اللہ ذات برحق ہے۔ حق کو لے اور بدعت
کفر باطل سے استغفار کر۔ جو صاحب نظر ہے وہ ہر طریق سے توحید کے نزدیک تر
پہنچا دیتا ہے۔ قولہٗ تعالیٰ: ہم اُس کی شہ رگ سے بھی زیادہ نزدیک ہیں۔ خدا تعالےٰ
غیر مخلوق اور لامکان ہیں ہے۔ پس غیر مخلوق کی تشبیہ انسان کے وجود شہ رگ
اور جان سے کس طرح دے سکتے ہیں۔ چنانچہ جس طرح آفتاب کہ اُس کا فیض اور
روشنی ہر مقام پر پہنچتی ہے، اِسی طرح (اللہ تعالیٰ) کی نظر کرم۔ ہدایت ولایت
لطف وعنایت بندوں پر ہے۔ جہاں کہیں تم ہو وہ تمہارے ساتھ ہے۔ وہ
تمہاری آنکھوں کی خیانت اور جو تمہارے سینوں میں ہے اُس کو بھی جانتا ہے
پس جس کو دوام حضوری ہے اس کی ہر بات موافق تفسیر علم تمام کے ہے۔
کیونکہ عارف کی ہر بات نور حضور سے ہوتی ہے۔ وہ کلیم اللہ فنا فی اللہ
بقا باللہ ہوتا ہے۔ اور عارف کا ہر کام محبتہً للہ ہوتا ہے۔ جو جتنا زیادہ

عارف ہوتا ہے اتنا ہی عاجز تر ہوتا ہے۔ اور عارف ظاہری اور باطنی علم سے
بے خبر نہیں ہوتا۔ ان کی حالت موسٰی وخضر علیہم السلام کے قصّہ کی مانند ہوتی ہے
کہ حضرت خضرؑ نے کشتی کو توڑا۔ بچّے کو جان سے مار ڈالا۔ اور دیوار کی مرمت کر
دی۔ حکیم کا فعل حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔ پس اِس طریقت اور توفیق باتحقیق
کو وہی شخص جانتا ہے جو حق کا رفیق ہو۔ طالبِ صادق اہلِ صدیق ہو نہ کہ طالب
اہلِ زندیق ہو۔ جان لو کہ فقراء کامل اور علماء عامل کا دشمن تین حکمت سے خالی نہیں
ہوتا۔ یا تو منصوبہ باز حاسد ہوتا ہے۔ یا کاذب ہوتا ہے یا منافق اہلِ مرض چنانچہ
اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ اُن کے دلوں میں مرض ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کے
مرض کو بڑھا دیا اور اُن کے جھوٹ کے بدلے اُن کے لیے دردناک عذاب ہے
اس مرض کا کونسا علاج اور دوا ہے؟ وہ یہ کہ مُرشد اُسے دین کا خزانہ عطا کرے
تاکہ وہ دین میں لایحتاج ہو جائے اور باطن میں مجلسِ محمدی صلے اللہ علیہ
وسلم کا مشاہدہ معراج حاصل ہو۔ بعد ازاں اسے مرض نفاق بدعت اِستدراج
سے باہر نکالے۔ عالم باللہ کو ہر مراتب کھولتا۔ تصرف کا خزانہ بے محنت وبے رنج
ایک ہفتہ یا پانچ روز میں دکھانا آسان کام ہے۔ مگر ناقص کو تمام عمر ایسا کرنا
مشکل اور دشوار ہے۔ بیت

چار تھا میں تین ہو کر دو ہوُا ۔۔۔ دوئی سے گزرا تو پھر یکتا ہوُا

فقیر جو کچھ کہتا ہے وہ حساب کی راہ سے کہتا ہے۔ جس میں بے حساب ثواب
ہے جس کا باطن صاف ہے۔ جو نفس کے ساتھ انصاف کرنے والا اور لاف زنی
کے خلاف ہے۔ اس مقام پر فقر اختیاری ہو جاتا ہے کہ ہدایت عنایت کی قید
میں ہے اور ہدایت کا اعتبار عنایت سے ہے جو غم بردار ہے۔ عنایت کے مرتبہ
کے بغیر لوگ گلہ اور حکایت باشکایت کرتے ہیں۔ قولہٗ تعالیٰ: وَوَجَدَكَ

عَآئِلًا فَاَغْنٰی. ہم نے آپ کو حاجتمند دیکھ کر غنی کر دیا۔ پس غنایت کا حاصل کرنا اور لانہایتِ خدا میں داخل ہونا لطف و عنایتِ (الٰہی) سے ہی ہو سکتا ہے۔ علم دعوت تیغ برہنہ ہے کہ غالب الاولیاء فقیر عارف خدا شہسوار صاحبِ دعوت عامل قبور میں عمل پڑھ کر قربِ اللہ حضور سے سوال کا جواب حاصل کر لیتا ہے۔ قرآن مجید کی جملہ دعوتیں اِس دعوت سے کھل جاتی ہیں اور توفیق اس علمِ دعوت سے تحقیق ہو جاتی ہے۔ قرآن مجید سے ہی اوّل دعوت کا تجربہ کرے جو یہ ہے کہ علم دعوت قرآن پڑھنے سے ہر دو جہان طے کرے اور علم مطالعہ لوحِ محفوظ پڑھے۔ ہر طالب کو اس کے مطلب تک پہنچائے۔ جو عامل اِس طریق سے ایک بار قرآن پڑھتا ہے، روزِ قیامت تک اُس کا عمل باز نہیں رہتا۔ دعوت قرآن (کی چابی) آیاتِ مطالب جو بے شمار ہیں، کے قفل میں ڈالے۔ اس کو کھولے اور دکھا دے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ ایک دم میں اور ایک قدم پر جملہ غم دُور کر دے۔ انتہائی دعوت میں تقلید سے نکلنا اور توحید اور رازِ وحدت میں داخل ہونا ہے بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ہے کہ اس کے فائدے بڑی بڑی ضخیم کتابوں میں بھی نہیں سما سکتے۔ علم دعوت کا عامل ایک ہی دم اور قدم پر تمام عالم کو فنا فی اللہ کر سکتا ہے جیسے کہ ناگہانی موت اور دُوسرے دم سے بقا کے فیض کو پہنچا دینا ہے یعنی جمعیت با مطلوب۔ جان لو! کہ اگر اہل دعوت دُشمن کے اربعہ عناصر آگ پانی ہوا مٹی کو دشمن کے دم کو (دم سے) پانی سے پکڑ لے تو اُس کے وجُود میں سردی پیدا ہو جائے اور وہ اُسی وقت مر جائے۔ اگر دشمن کے دم کو آگ سے پکڑ لے تو اُس کے وجود میں تپ لرزہ گرمی سے پیدا ہو جائے۔ جس سے وہ اسی وقت مر جائے۔ اگر وہ دشمن کا دم خاک سے پکڑ لے تو اس کے وجود میں خاک کی کشش پیدا ہو جائے اور وہ اُسی وقت مر جائے۔ یہ دعوت مُوذی

کفار کی قاتل مثلِ ذوالفقار ہے جس کا وار شہسوار ہی کرتے ہیں۔ ؎

بیت

شہسوار ہوں شہسوار ہوں شہسوار نفس کو گھوڑا بنایا زیر بار

دعوتِ بست و کشاد: دعوتِ بست یہ ہے کہ رُوئے زمین پر جو کوئی عامل صاحبِ دعوت ہے ان تمام کے وِرد و وظائف دعوت اور علم کو۔ علم دعوتِ قرآن با تصور قبور پر پڑھے تو وہ ایسے بند ہو جائیں کہ ایک بھی حرف رواں نہ ہو اور اگر کھول دے تو وہ ایسے کشادہ ہوں کہ کسی کو بھی قدرت نہ ہو کہ اُسے بند کرے۔ اگر اس قسم کا عامل دعوت ایک بار خود پر یا کسی دُوسرے پر حصار کر کے خُدا کے سپُرد کر دے تو حفظ اللہ سے اُسے دوبارہ حصار کی حاجت نہ رہے۔ نہ اُسے رجعت اور جان و مال کے نقصان کا اندیشہ رہے۔ دم بدم، قلب با قلب، رُوح با رُوح، نفس با نفس اور زبانی دعوت پڑھنا سب عوام کی دعوت ہے۔ بلکہ ابھی وہ ناقص ناتمام ہے اور دعوت کا مشکل کشا علم وہ ہے کہ کامل صاحبِ دعوت قسم قسم کے کھانے کھاتا ہے اور ہر قسم کے حیوانات کھانوں کی لذّت سے شکم سیر ہوتا ہے اور اسمِ اعظم کے تصور سے اپنی زبان پر لوحِ محفوظ کی سیاہی سے لکھ کر جذب و وہم سے تمام مہمات سرانجام دے لیتا ہے۔ یہ مراتب اسم اللہ کے تصورِ توفیق کے ہیں جو تمام عالم کی مشکلوں کے لیے مشکل کشا ہے جسے باطن صفا پڑھتا اور معرفت اللہ جل اسمہٗ میں پہنچاتا ہے۔ وہ ہمیشہ بمدِ نظر اللہ اور اس کے دو ہاتھوں کے حصار میں ہوتا ہے۔

حضوری توحید کا پہلا قاعدہ اسم اللہ کا تصور ہے۔ جس کا نعم البدل یہ ہے کہ (تصور) ظاہر توفیق سے مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچاتا ہے اور باطن میں تحقیق ظاہر کر دیتا ہے۔ اس مشکل کو مشکل کشا ہی کھولتا ہے جو

عالم باللہ اولیاء اللہ ہوتا ہے۔

حضوری توحید کا دُوسرا قاعدہ تحقیق ہے جس سے علم فیض افضل کبریا ظاہر ہوتا ہے جس سے مقربِ سُبحان بنتا ہے۔ تیسرا قاعدہ علمِ ہدایت لازوال کا ہے جو ساکن لاہوت ولامکان ہے۔ پریشان لوگوں کو جمعیت بخشنے والا ہے۔ جو کہ اِن تین قاعدوں اور تین تصورات کو ایک ہی سبق میں پڑھتا ہے اُس سے تصرف کا کوئی خزانہ مخفی اور پوشیدہ نہ رہے گا۔ قولہٗ تعالیٰ: اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا۔ بے شک ہم نے امانت زمین و آسمان اور پہاڑوں پر پیش کی۔ پس انہوں نے اس کے اُٹھانے سے عاجز آکر انکار کر دیا۔ لیکن انسان نے کہ وہ ناواقف اور اندھیرے میں تھا، اُسے اُٹھا لیا۔ معرفتِ الٰہی اور توحید مشاہدہ لازوال جمال آسان کام ہے لیکن اسم اللہ ربانی۔ قہاری۔ جباری۔ جلالی۔ جمالی کے بوجھ کو وجود میں نگاہ رکھنا بہت مشکل ہے۔ پس طالب اللہ کا ظاہر میں حوصلہ وسیع ہونا چاہیئے اور باطن میں وہ ہمیشہ مجلسِ حضرت محمد رسول اللہ کریم النبی میں رہے۔ اسم اللہ طاہر ہے اور نہیں ٹھہرتا سوائے طاہر مکان کے۔ یہ مرتبہ وہ ہے جس سے اسم اللہ ذات کے تصور سے فنا بقاء کی یافت شناخت ہوتی ہے۔ حدیث: مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ۔ مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ بِالْفَنَاءِ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ بِالْبَقَاءِ۔ جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا اُس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔ جس نے اپنے نفس کو فنا میں پالیا اُس نے اپنے رب کو بقا میں پالیا اور یہ پہلے ہی روز خدا رسیدگی کے مراتب ہیں۔ حدیث: مَنْ عَرَفَ رَبَّهٗ فَقَدْ كَلَّ لِسَانُهٗ عَظَمَتْ عَظِيْمُ شَانُهٗ

جس نے اپنے رب کو پہچان لیا اُس کی زبان کُند ہو گئی۔ صاحبِ فقر عظمتِ عظیم کا مالک اور اُس کا قلب سلیم بحق تسلیم ہوتا ہے۔

اس کو حرف ف سے فخر اور حرف ق سے قرب اور حرف ر سے رحمت۔ یہ شریعت کے لباس میں اختیاری فقر ہے۔ حدیث: وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْفُقَرَاءَ۔ اَلْفَقْرُ فَخْرِيْ وَالْفَقْرُ مِنِّيْ۔ اللہ تعالیٰ فقراء سے محبت کرتا ہے اور فقر پر مجھے فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے۔ قولہٗ تعالیٰ: لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيْرٌ۔ جو تو میری طرف خیر نازل فرمائے میں اس کا فقیر ہوں۔ طالب حق مُرشد تحقیق نما ہوتا ہے۔ جو کوئی اس تصور میں آتا ہے اس کو حُسن اور سرُود اچھا معلوم نہیں ہوتا۔ اگرچہ حُسن مثلِ یُوسف علیہ السّلام ہی کیوں نہ ہو اور راگ خوش آوازی میں حضرت داؤد علیہ السّلام کے گلے کی طرح ہو۔ کیونکہ وہ اَلَسْت کی آواز سُنتا ہے اور تجلی پروردگار کے انوار کے حُسن کا دیدار کرتا ہے۔ پس اُسے مخلوق کا حُسن دیکھنے کی کیا ضرورت ہے۔ یہ طریقہ قرآن کے موافق اور شیطان کے خلاف ہے۔ جو اسم اللہ ذات کے اِس تصور میں آتا ہے اس کے لیے حیات ممات نفس دنیا شیطان کچھ بھی نہیں ہوتا۔

لِلّٰهِ

حدیث: كُلُّ اِنَاءٍ يَتَرَشَّحُ بِمَا فِيْهِ۔ ہر ایک برتن سے وہی نکلتا ہے جو اُس میں ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو ایک وہی جانتا ہے جو ہمیشہ قیدِ توحید میں رہتا ہے۔ جو کوئی دریائے توحید میں آجاتا ہے وہ توحید کے اِن مراتب سے باہر نہیں نکل سکتا۔ حدیث: اَلْعَافِيَةُ عَشْرُ اَجْزَاءٍ تِسْعَةٌ فِي السُّكُوْتِ وَوَاحِدٌ فِي الْوَحْدَتِ۔ اَلسَّلَامَةُ فِي الْوَحْدَةِ وَالْاٰفَاتِ

بَیْنَ الْاِثْنَیْنِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ۔ عافیت کے
دس حصے ہیں۔ جن میں سے نو خاموشی میں ہیں اور ایک وحدت میں ہے۔ سلامتی
وحدت میں ہے اور آفات دُوئی میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن سے راضی ہے اور وہ
اللہ پر راضی ہیں۔ دُوسرا فقر مکب ہے۔ حدیث: نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ فَقْرِ الْمُکِبِّ
میں مُنہ کے بل گرنے والے فقر سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں؛ یہ اضطراری فقر
ہے جس میں حرف ف سے فضیحت۔ حرف ق سے قہر اور حرف ر سے ردِّ
(بارگاہ) ہوجاتا ہے۔ قولہٗ تعالیٰ: اَلشَّیْطَانُ یَعِدُکُمُ الْفَقْرَ وَیَاْمُرُکُمْ
بِالْفَحْشَاءِ۔ شیطان تمہیں فقر سے ڈراتا اور فواحش کی تعلیم دیتا ہے؛ اور
یہ بدعت ہے۔ پس جو کوئی طریقہ اہلِ سنت والجماعت سے قدم باہر نکالتا ہے
وہ منزل مقام پر نہیں پہنچتا۔ تمام مطالب اُسی کو حاصل ہوتے ہیں جو غم بردار
ہے۔ مونس و دلخواہ یار ہے۔ کیونکہ یہ راہ پروردگار کی ہے۔ باطل بدعت سے استغفار
کی ہے۔ شریعت میں شاہسوار کی ہے۔ آفتاب کی مانند صاحب نظر نگار کی ہے۔
اور صاحب تصور لَہٗ بھی دو قسم کے ہیں۔ ایک رسم رُسوم کا تصور کرنے والے
جو ظاہر میں تصور کرے اور باطن نہ کُھلے۔ یہ مرتبہ مردک کا ہے کہ وہ شب و روز
اللہ تعالیٰ کے دشمنوں نفس و شیطان سے جنگ کرتا ہے۔ دوسرا طریقہ تصورِ توفیق
کا ہے جو مردِ غازی کا مرتبہ ہے کہ وہ تصور دکھا دیتا ہے اور باطنی تصرف سے
ایک ہی مرتبہ دشمنوں کو قتل کر دیتا ہے کہ جنگ سے امن میں آجاتا ہے یعنی قیامت
تک استقامت اور لازوال جمعیت اُسے حاصل ہوتی ہے۔ اُسے دونوں جہان
کے وہم تماشہ کا خیال ہی نہیں رہتا۔ اس اعلیٰ تصور و تصرف سے جو قربِ حق
تعالیٰ میں حاصل ہوتا ہے۔ نفس لباسِ قلب پہن لیتا ہے اور قلب لباسِ رُوح
پہن لیتا ہے۔ روح لباسِ سِرّ پہن لیتی ہے۔ پھر چاروں محو ہو جاتے ہیں اور

مرتبہ نورٌ فنا فی اللہ لَہٗ حضور حاصل ہوجاتا ہے۔ حضور کا گواہ اسم ھُوْ ہے
جو لَہٗ سے کھلتا ہے اور کلمہ طیب سے آیات قرآن تمام عمر کے لیے عمل
میں آجاتی ہیں۔ تو حق کو لے کہ اس دائرہ کا تصور کفر بدعت سے باہر نکال
دیتا ہے۔ تو اس (کفر بدعت) سے بیزار ہو اور استغفار کر۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا
اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔

لَہٗ

ازل کی سیاہی سے زبان پر اسم اعظم لکھے۔
اَلْاِسْلَامُ حَقٌّ وَالْکُفْرُ بَاطِلٌ۔
اِسلام حق ہے اور کفر باطل ہے۔

یہ وہ علم ہے کہ تصورِ توفیق سے زبان پر ازل کی سیاہی سے اسمِ اعظم لکھے معرفتِ
الٰہی میں مقرب ہونا اور علمِ لدنی کا ابتدائی سبق پڑھنا آسان کام ہے اور ناقص
کے لیے بہت مُشکل اور دشوار ہے۔ اسی طریقہ سے اسم ھُوْ کا تصور قاتلِ نفس ہے
جس سے اپنے اُوپر وحدانیت خدا کا اثبات کیا جاتا ہے۔ قرآن: اَفَرَءَیْتَ
مَنِ اتَّخَذَ اِلٰھَہٗ ھَوٰىہُ۔ کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا جس نے اپنی
خواہشات (ہوا) کو اپنا معبود بنا رکھا ہے۔ جب تک ہوائے نفسانی سے قدم
باہر نہ رکھے گا۔ خدا تک نہ پہنچے گا۔ اور یہ معمّا ہے جس میں تمام فقر اسم بامسمّٰی سے
حاصل ہوتا ہے۔ جو کوئی اس دائرہ کو تصورِ توفیق اور تصورِ تحقیق کے علمِ دعوت
سے دعوت شروع کرے اور خود کو پہنچائے اور قرآن کی آیات دور مدور مَعَ
اللہ پڑھے تو یہ مراتب عامل دعوت۔ حافظ ربانی۔ زندہ دل نفس فانی فرحت
الروح بعیانی کے ہیں۔ جو اس طریقہ سے دعوت پڑھتا ہے۔ عامل قبور کاملِ
حضور۔ خود مغفور دوام بدنظر اللہ منظور ہوتا ہے۔ انتہائی دعوت یہی ہے
جو مرتبہ حق الیقین کا ہے۔

خواہ قہر سے پڑھے یا اخلاص سے یہ دونوں (عمل) اس کی قید میں ہوتے ہیں۔ یہ جامع جمعیت بخش رحمت نثار ہے۔ یہ دعوتِ دوام جانباز ہے۔ یا تو ایک دم میں مرجاتا ہے یا ایک دم میں جہان کو لے لیتا ہے۔ یہ اکمل نورالہدیٰ کا کام ہے

بیت

اِس طرح میں غرق ہوں دریائے ھُوؔ میں کہ ازل و ابد سے مجھ کو کچھ بھی خبر نہیں

اس حضور میں عالم باللہ مست باشعور ہوتا ہے۔ خام کو مستی ہو جاتی ہے اور وہ اپنے خیال میں مست ہو جاتا ہے۔ یہ مست کو ہوشیار کر دیتی ہے۔ یہ یُحیی و یُمیت کے مراتب ہیں، جو فنا، کو بقا تک پہنچاتا ہے اور خود درمیان میں منصف ہو جاتا ہے۔ مصنف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ اے عزیزِ من جان لو! کہ اسم مُحَمَّدؐ

چار حرف ہے جس سے ہر دو جہان کی خبریں منکشف ہوتی ہیں۔ لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْأَفْلَاكَ۔ اگر میں آپ کو پیدا نہ کرتا (یا رسول اللہ) تو کائنات کو ہی پیدا نہ کرتا۔ آپ کی شان ہے اور معراجِ عظیم کا مشاہدہ آپ کا مکان ہے عالم باللہ وہ ہے جو مُحَمَّد صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حرف م سے مُشاہدہ معرفتِ الٰہی کھول دے اور مُحَمَّد صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حرف ح سے حضوری حضرت مُحَمَّد صلّی اللہ علیہ وسلّم دکھا دے اور حرف دوم م مُحَمَّد صلّی اللہ علیہ وسلّم سے مغفور ہو جائے اور حرف د مُحَمَّد صلّی اللہ علیہ وسلّم سے ہمیشہ باشریعت رہے۔ چنانچہ اسم پاک مُحَمَّد صلّی اللہ علیہ وسلّم سے نفس نورِ قلب حضور اور رُوح مغفور ہو جاتی ہے۔ اسم مُحَمَّد صلّی اللہ علیہ وسلّم کے تصور سے کامل عامل مومن مُسلمان کو دوام مشاہدہ مُحَمَّدی صلّی اللہ علیہ وسلّم کا معراج ہوتا ہے۔ جو شخص اسم مُحَمَّدی صلّی اللہ علیہ وسلّم کا تصور کرنے والا ہے اُس کا ہر سخن نورِ مُحَمَّدی صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حضور سے لبوں پر آتا ہے اور تاثیرِ اسم مُحَمَّدی صلّی اللہ علیہ وسلّم سے روشن ضمیر ہو جاتا ہے۔ سواد سویدا ہویدا سے قلب سلیم۔ صراطِ مستقیم عظمتِ عظیم حاصل ہوتی ہے۔ مُحَمَّد صلّی اللہ علیہ وسلّم۔ وہ ہمدم مُحَمَّدؐ و ہمقدم مُحَمَّدؐ و ہم جسم مُحَمَّدؐ و ہم جان مُحَمَّدؐ و ہم زبان مُحَمَّدؐ و ہم گویائی مُحَمَّدؐ و ہم شنوائی مُحَمَّدؐ و ہم بینائی مُحَمَّدؐ ہو جاتا ہے کہ اپنے تن پر شریعت کا لباس پہنتا ہے اور صاحبِ تصور اسم مُحَمَّدؐ نہ دم مارتا ہے نہ جوش و خروش کرتا ہے۔ النہایت ھو الرجوع الی البدایت شروع کی طرف لوٹ آنا ہی انتہا ہے۔ جان لو کہ شریعت سے کچھ باہر نہیں۔ نیز اسم مُحَمَّد کے دُوسرے میم سے کونین کا تماشہ عمل میں آتا ہے اور حرف د مُحَمَّدی صلّی اللہ علیہ وسلّم کے شروع میں ہی مقصود حاصل ہو جاتا ہے۔ اور یہ

احمدؐ۔ محمودؐ کی کنہ کا حاصل ہونا ہے اور نبیؐ کے یہ اسماء
پاک یہود و کفار کے قاتل ہیں۔ حدیث: مَنْ رَأٰنِیْ فَقَدْ رَأَ الْحَقَّ اِنَّ
الشَّیْطَانَ لَا یَتَمَثَّلُ بِیْ۔ جس نے مجھے دیکھا اُس نے حق کو دیکھا بیشک
شیطان میری صورت اختیار نہیں کرسکتا؛ جان لو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کے نام سے شیطان اس طرح بھاگتا ہے جیسے کافر کلمہ طیب لَآ اِلٰہَ اِلَّا
اللہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہ سے۔

مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وسلم

لَا نَلطف اِلَی الدُّنْیَا وَلَا یَرْضٰی بِالْعُقْبٰی وَلَا یَکْفِیْ بِغَیْرِ
الْمَوْتِ۔ دائرہ فقر کے نقش کے تصور سے نہ دنیا سے کچھ لطف آتا ہے
نہ وہ عُقبٰی پر راضی ہوتا ہے۔ اُسے بغیر موت کچھ کفایت نہیں کرتا۔ اَلْمَوْلٰی بِالْمَوْلٰی
جان لو کہ فقر لایحتاج کو کہتے ہیں۔ فقیر لیک سخن سے شناخت کیا جاتا ہے۔ وہ
سخن یہ ہے کہ فقیر کنہ کُنْ سے جس چیز کو کہتا ہے کہ ہو جا۔ وہ اللہ تعالیٰ کے
امر سے ہو جاتا ہے۔ فقیر کے دو گواہ ہیں۔ ایک یہ کہ وہ خود لاہوت میں ہوتا ہے
اور طالبوں کو حضور لاہوت میں پہنچا دیتا ہے۔ خود مطالعۂ علم میں بزرگ و ار ہوتا
ہے اور طالبوں کو قرب اللہ میں پہنچا دیتا اور نظر رحمت میں منظور کروا دیتا
ہے۔ فقیر کے دو گواہ مزید ہیں۔ جو شخص فقیر سے غوث۔ قطب یا درویش کے مراتب
طلب کرے یا لوح محفوظ کے مطالعہ کا علم یا فیض فقر روشن ضمیر فنا فی اللہ فقیر
بننا چاہے یا ہر چیز پر غالب ہونا چاہے یا بادشاہی کے مراتب یا تمام مراتب کی

معرفت طلب کرے تو اُسے عطا کرے۔ دُنیاوی خزانوں کا تصرّف دلا دے۔
دونوں جہان کا تماشہ دکھلا دے یا غیب کا خزانہ شریعت کے ایک حرف کی
دعوت سے دِلا دے۔ وہ یہ ہے۔

فقر

بیت

مجھے پیر طریقت سے یہ نصیحت یاد ہے — کہ یادِ خدا کے سوا جو بھی ہے برباد ہے
دولت کتوں اور نعمت گدھوں کو دی — ہم امن امان سے تماشہ کرتے ہیں

جو دم شوقِ الٰہی میں گزرے وہ ہزاروں بادشاہوں اور چاند سے لے کر مچھلی تک
تمام مراتب سے افضل ہے۔

نقش دائرہ

فنا فی الشیخ

فنا فی الشیخ سے فناء بھی حاصل ہوتی ہے اور بقاء بھی جس سے وصل خدا
ہو جاتا ہے۔ ہر قسم کی بدعت۔ باطل۔ شرک۔ کفر۔ ریا۔ ہوا کو چھوڑ دیتا ہے
اس کا باطن صفا ہو جاتا ہے۔ عارف باللہ با ادب با حیا جان فدا کرنے والا

ہوتا ہے۔ تصور فنا فی الشیخ عین نما ہوتا ہے۔ جب وہ طالب مرید کو نوازتا ہے اُس کو اپنا ہم مرتبہ کر لیتا ہے۔ الشیخ یُحیی و یُمِیتُ ۔ شیخ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے۔ و یُمِیتُ النّفس ۔ اور نفس کو مُردہ کر دیتا ہے۔ اگر شیخ طالب پر قہر کرے تو اُس کا سب کچھ سلب ہو جاتا ہے۔ یُحیِی النفس و یُمِیتُ القَلب ۔ اُس کا نفس زندہ ہو جاتا ہے اور قلب مُردہ۔ پس الطَّالِبُ عِندَ المُرشد کالمَیّت بَین یدی الغاسل ۔ طالب مرشد کے ہاتھوں میں ایسا ہونا چاہیئے جیسے مُردہ غسّال کے ہاتھوں میں۔ (تصورِ شیخ) نفس نفس باس دم با دم اور قلب باقلب کر دیتا ہے۔ طالب کو چاہیئے کہ جو کچھ مال و دولت ہو اپنے ہفت اندام شیخ کے ساتوں اعضاء کی طلب میں صرف کر کے فنا فی الشیخ ہو جائے اور اُسے نعم البدل سمجھے۔ بعد ازاں اپنی زبان پر خدمت کا نام کبھی نہ لائے کیونکہ شیخ ہر فال اور اعمال کا واقف احوال ہوتا ہے۔

بیت

ترک کر تکبّر و بڑائی تاکہ قبلۂ عالم بنے
سیرتِ ابلیس کو چھوڑ تاکہ آدم بنے

فنا فی الشیخ یہ ہے کہ جب شیخ کی صُورت کے تصور میں آجاتا ہے تو اُسے مقاماتِ ذات زندہ و فوت شدہ رُوحانیوں اور اٹھارہ ہزار عالم کا مشاہدہ ہونے لگتا ہے۔ پس اسے فنا فی الشیخ کہتے ہیں۔ وگرنہ وہ فنا فی الشیخ نہیں، فنا فی الشیطان ہے۔

اور اس دائرہ کے نقش کو جو شخص مشق وجودیہ مرقوم سے دماغ میں کرتا ہے سر تا پیر اُس کو تجلّی ہو جاتی ہے۔ قالب و قلب ہفت اندام جسم جسد جُثّہ نُور ہو جاتا ہے۔ باطن معمُور ہو جاتا ہے۔ ہمیشہ کے لیے بمدِ نظر اللہ منظور حضُور ہو جاتا ہے۔ جو کچھ بھی دیکھتا ہے کلمۂ طیّب

سے دیکھتا ہے۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

ترجمہ کتاب مستطاب اورنگ شاہی تصنیف بے تالیف سُلطانُ العارفین سُلطان الفقر فنا فی عین ذات یا ھُو **باھُو** قدس سرّہٗ العزیز آج بروز جمعرات بوقت آٹھ بجے صبح مؤرخہ ۱۳ جنوری ۱۹۹۴ء لغایت ۳۰ رجب المرجب ۱۴۱۴ھ از قلم فقیر الطاف حسین قادری سروری سُلطانی بمقام شاہدرہ بخط السّعید مکمل ہوا۔
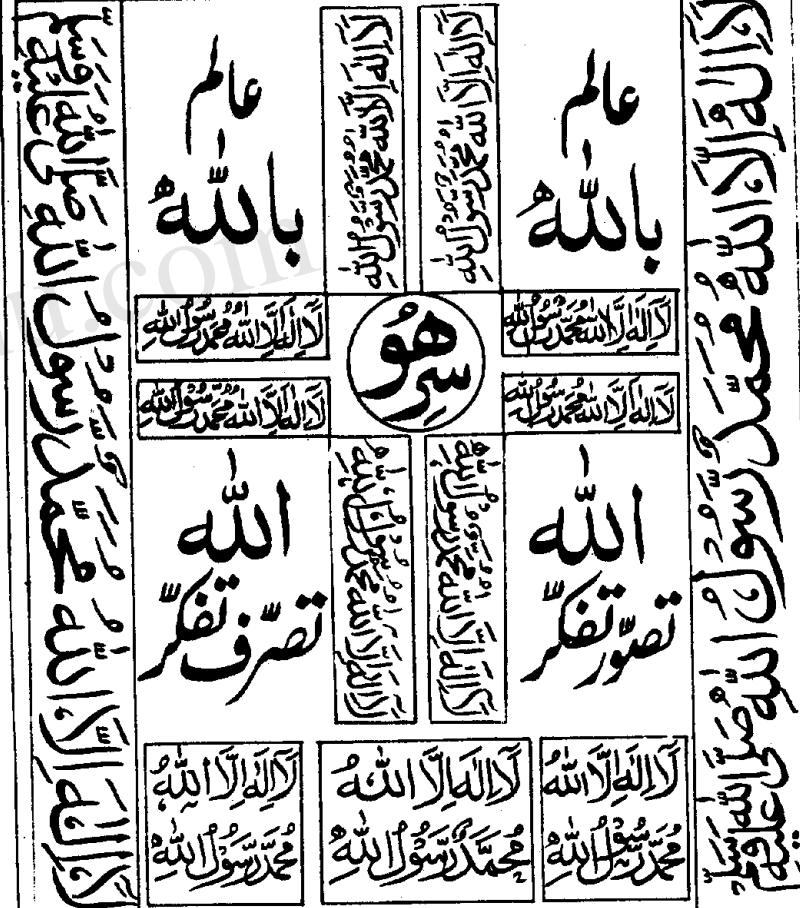
نقش یہ ہے!

شرح

در شرحِ اورنگِ شاہی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

اَمَّا بَعْدُ

اَللّٰہ تعالیٰ نے ملائکہ کو نُور سے، جِنّات کو آگ سے اور آدم کو آگ، پانی، مٹی اور ہوا کے خُلاصے سے پیدا فرمایا۔ رُوحوں کو پیدا کر کے روزِ اَزل اُن سے اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ! کیا میں تمہارا رب ہوں؛ کا اقرار لیا۔ رُوحوں نے قَالُوْا بَلٰی کہا۔ اِسمِ رب کے نُور کی تجلّی ارواح پر ہوئی جس سے نُورانی لطیف قلبی وجود پیدا ہُوا۔ اس طرح قلب، رُوح اور نورِ اسمِ ربّ (سِرّ) یکجا ہو گئے۔ اربعہ عناصر سے آدم کا وجودِ عنصری بنا کر اس میں یہ رُوح پھُونک دی گئی۔ قولہٗ تعالیٰ: وَنَفَخْتُ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِیْ۔ ہم بخوبی آگاہ ہیں کہ جب کسی مادی ٹھوس چیز سے نورانی شعاعیں ٹکراتی ہیں تو ایک ظِلّ (سایہ) پیدا ہوتا ہے۔ جب آدمؑ کے جسدِ عنصری میں نُورانی رُوح داخل ہوئی تو ایک ظلّی وجود ایک ہمزاد پیدا ہو گیا جسے **نفس** کہتے ہیں۔

قولہٗ تعالیٰ: اَلَمْ تَرَ اِلٰی رَبِّکَ کَیْفَ مَدَّ الظِّلَّ۔

حضور پاک صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ ہر بچّے کے ساتھ ایک نفس پیدا ہوتا ہے جو فطرتِ صحیحہ پر ہوتا ہے لیکن بعد ازاں اس کے والدین یا ماحول اُسے مسلمان بنا دیتے ہیں

یا کافر۔ نفخِ رُوح کا یہ عمل آج بھی جاری و ساری ہے۔ جملہ اشیاء جو ہم کھاتے پیتے ہیں
سب مٹی سے پیدا ہوتی ہیں اور آگ پانی ہَوا اس کی پرورش کرتی ہیں۔ جسمِ انسانی میں
اس خوراک کے خلاصہ سے خون بنتا ہے اور خون کے خلاصہ سے قطرۂ منی پیدا ہوتا ہے
جو رحمِ مادر میں منتقل ہو کر گوشت کے لوتھڑے کی صُورت میں پرورش پانے لگتا ہے
پانچ ماہ کے عرصہ میں جب اس کا تسویہ ہو جاتا ہے ہڈیوں پر گوشت پوست، رگ و ریشہ
بن جاتے ہیں، آنکھ کان ناک ہاتھ پاؤں اور دیگر اعضاء وغیرہ درست ہو جاتے ہیں
تو اس وجود کے اندر از خود نفخِ رُوح کا عمل ہو جاتا ہے اور اس عنصری وجود میں نفس
قلب۔ رُوح اور سِرّ کا اتصال ہو جاتا ہے۔ نفس کو پاکیزگی اور تزکیہ کے لحاظ سے چار
درجات میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

۱۔ **نفسِ اَمّارہ:** حضرت یُوسف علیہ السلام نے زلیخا کی نفسانی کیفیت کا مشاہدہ
کرتے ہوئے فرمایا۔ القُرآن: اِنَّ النَّفۡسَ لَاَمَّارَۃٌۢ بِالسُّوۡٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیۡ۔
نفسِ امارہ تو بُرائی کا ہی حکم دیتا ہے سوائے اس کے کہ میرا رب کسی پر رحم فرمائے۔ نفسِ امارہ
کفار کی خوخصلت رکھتا ہے اور اس کی باطنی صُورت بھی حیوانوں جیسی ہوتی ہے۔
قولہٗ تعالیٰ: اُولٰٓئِکَ کَالۡاَنۡعَامِ بَلۡ ھُمۡ اَضَلُّ۔ وہ حیوان ہیں بلکہ حیوانوں سے
بھی بدتر، بعض نفس لُومڑی جیسے عیار مکار ریاکار ہوتے ہیں۔ بعض نفس سانپ جیسے
ہر کسی کو ڈس لینے والے۔ بعض نفس بھیڑیئے جیسے درندہ، لوگوں کو چیر پھاڑ دینے والے۔
داتا صاحبؒ غریب نواز کشف المحجُوب میں تحریر کرتے ہیں۔
ایک شخص اپنے گھر میں داخل ہُوا تو اس نے دیکھا کہ ایک زرد رنگ کا کُتا
اس کے بستر پر لیٹا ہُوا ہے۔ وہ شخص غصّے میں اُس کی طرف لپکا اور پاؤں سے
ٹھوکریں مارنے لگا۔ وہ جوں جوں اُسے مارتا گیا کُتا موٹا ہوتا گیا۔ وہ شخص حیران ہو
کر اُسے مارنے سے رُک گیا۔ کتّے نے زبان کھولی اور کہا میں تمہارا نفس ہوں۔

ظاہری مار پیٹ سے میرا کچھ نقصان نہ ہوگا۔ ہاں اگر مجھے مارنا چاہتے ہو تو خلافِ
نفس اعمال اختیار کرو۔ یہ کہا اور گُم ہو گیا۔
سیّدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بارگاہِ کبریا میں عرض کی کہ اے میرے اللہ
اطمینانِ قلب کے لیے مجھے دکھا دے تو مُردے کیسے زندہ کرتا ہے۔ القرآن: رَبِّ
اَرِنِیۡ کَیۡفَ تُحۡیِ الۡمَوۡتٰی۔ حکم ہُوا کہ چار پرندے لے کر انہیں اپنے ساتھ مانوس
کیجئے کہ وہ آپ کی آواز پر لپکتے ہوئے آئیں۔ ان کو ذبح کر کے ان کا گوشت آپس
میں خوب ملا کر کہ علیحدہ علیحدہ نہ ہو سکے ایک پہاڑ پر رکھ کر انہیں پکاریں۔ پس
آپ نے ایسا ہی کیا اور جب اُن کو پکارا تو وہ پرندے زندہ ہو کر بھاگتے ہوئے آپ
کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ صوفیاء کے نزدیک یہ چار پرندے یہ ہیں:۔

۱۔ حرص کا کوّا ۲۔ شہوت کا مُرغ ۳۔ زیب و زینت کا مور
۴۔ ہَوا کا کبوتر۔

سنسکرت والوں نے کچھ یوں کہا ہے:۔

شہوت	غصّہ	حرص	لالچ	کبر
کام	کرودھ	لوہ	لوبھ	ہنکارا

ع
اِن پانچوں نے دیس اُجاڑا

نفس اربعہ عناصر آگ پانی مٹی ہَوا کی خصوصیات رکھتا ہے۔ جب نفس وجود
میں غالب ہوتا ہے تو
۱۔ آگ سے غضب و غُصّہ
۲۔ پانی سے لذّات و شہوات
۳۔ مٹی سے سُستی، کاہلی اور غفلت
۴۔ ہَوا سے خواہشات ہی نفس کا قبلہ و کعبہ اور معبود بن جاتی ہیں۔

قولہٗ تعالیٰ: اَرَءَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰھَہٗ ھَوٰىہُ۔

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا جس نے اپنی خواہشات کو ہی اپنا معبود بنا رکھا ہے؛

حواس خمسہ ظاہری سے نفس علم حاصل کرتا ہے اور عقل اس علم کے نتائج سے نفع نقصان اور سود و زیاں کے فیصلے کرتی ہے۔ آنکھ۔ کان۔ ناک۔ زبان۔ ہاتھ۔ قوتِ باصرہ۔ قوتِ سامعہ۔ قوتِ شامہ۔ قوتِ ذائقہ۔ قوتِ لامسہ یعنی دیکھنے۔ سننے۔ سونگھنے۔ چکھنے اور چھونے کی قوتیں نفس کے حصولِ علم کا ذریعہ ہیں۔ چونکہ حواسِ خمسہ ظاہری کسی چیز کا حقیقی علم حاصل کرنے میں اکثر دھوکا کھاتی ہیں اس لیے عقل کے فیصلے بھی اکثر ناقص ہوتے ہیں اور ظاہری علم حجاب اکبر بن جاتا ہے۔ علم اس وقت تک کامل نہیں ہوتا جب تک اس کے ساتھ معرفتِ الٰہی شامل نہ ہو۔ شیطان کو سوائے معرفتِ الٰہی اور محبت کے علم کے ہر قسم کے علوم پر عبور حاصل ہے لیکن وہ پھر بھی راندۂ درگاہ ہے جبکہ اصحاب کہف کا کتا محض پاک لوگوں کی محبت کے باعث اصحابِ کہف میں شامل کیا گیا۔

نفسِ لوامہ: قولہٗ تعالیٰ: وَلَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ۔ مجھے نفسِ لوامہ کی قسم ہے۔ نفسِ لوامہ وہ نفس ہے جو برائیوں پر ملامت کرتا ہے۔ اسے ضمیر بھی کہتے ہیں۔ ہر برے کام کی ابتداء میں ایک باطنی آواز ضرور روکتی ہے کہ برے کام سے باز آجاؤ۔ کچھ لوگ اس غیبی آواز کو سن کر برائیوں سے رک جاتے اور اللہ کی طرف رجوع کر لیتے ہیں لیکن بعض لوگ اس آواز پر لبیک نہیں کہتے اور آہستہ آہستہ ان کا ضمیر مردہ ہوجاتا ہے اور ان میں اچھے کو اچھا اور برے کو برا کہنے کی صلاحیت زنگ آلود ہوجاتی ہے

نفسِ ملہمہ: جب کوئی شخص اپنے ضمیر کی آواز اور نفس کی ملامت کے باعث بری راہ کو ترک کر کے رجوع الی اللہ ہوجاتا ہے تو اس نفس میں اللہ تعالیٰ کی

راہنمائی شامل ہوجاتی ہے اور ایسے نفس کو اچھائی اور برائی۔ حلال اور حرام۔ نور اور ظلمات۔ پاکیزگی اور گندگی کا شعور و ادراک نصیب ہوجاتا ہے اور ایسا شخص ہر اس کام سے پرہیزگاری اختیار کر لیتا ہے جس سے شریعتِ مطہرہ نے منع کیا ہے یہ پرہیزگاری کا مقام ہے۔ یہ تقویٰ بہر خدا کا مقام ہے۔

نفسِ مطمئنہ: پیغمبرانِ عظام اور اولیاء کرامؒ کو نفسِ مطمئنہ حاصل ہوتا ہے۔

قولہٗ تعالیٰ: یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَىٕنَّةُ ارْجِعِیْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً

یہ مقام اطمینان ہے اور دار الامان ہے۔ اس مقام پر نفسِ امارہ کے خصائل رذیلہ حسنات اور اعلیٰ صفات میں تبدیل ہوجاتے ہیں۔

۱۔ آگ سے غضب و غصہ کی بجائے جسم میں تعطشِ شوق اور جذبۂ محبت پیدا ہوجاتا ہے۔

۲۔ پانی سے لذات و شہوات کی بجائے بندہ خدا کی بارگاہ میں رونے والا بن جاتا ہے اور پانی آنسو بن کر آنکھوں سے بہنے لگتا ہے۔

موتی سمجھ کے شانِ کریمی نے چن لیے
قطرے جو تھے مرے عرقِ انفعال کے

۳۔ مٹی سے غفلت اور سستی کی بجائے خاکساری۔ انکساری۔ تابعداری اور تسلیم و رضا وجود میں پیدا ہوجاتی ہے۔

۴۔ ہوائے نفسانی خواہشات کا رخ بدل جاتا ہے۔ انسان اپنی ذات کے مقابلہ میں دوسروں کی خیر خواہی کے لیے حریص ہوجاتا ہے۔

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ ”جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا اُس نے اپنے رب کو پہچان لیا“۔ نفس کی پہچان آفاتِ نفس سے آگاہ ہونا ہے اور رب کی پہچان قلب کی صفائی نورِ رب کی روشنائی سے حاصل ہوتی ہے۔ الحدیث: رَأَیْتُ فِیْ قَلْبِیْ رَبِّیْ۔ میں نے اپنے رب کو اپنے قلب میں دیکھا۔

قولہٗ تعالیٰ : فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا۔ جو لقائے رب کا طلب گار رہے اُسے عملِ صالح اختیار کرنا چاہیئے۔

آفاتِ نفس کے علاج کے لیے صوفیاء کرام نے ابتداء میں چار چیزوں کو ضروری قرار دیا ہے۔ ۱۔ اوّل کم کلام ۔ ۲۔ دوم کم طعام ۔ ۳۔ سوم کم خواب ۔ ۴۔ چہارم کم میل ملاپ۔ نفس غضب میں درندہ۔ گناہ کے وقت معصوم طفل۔ نعمت کے وقت فرعون اور سخاوت کے وقت قارُون بن جاتا ہے۔

مُرشد کا وسیلہ : جس طرح جسمانی بیماریوں کے علاج کے لیے کسی ڈاکٹر کی ضرورت ہوتی ہے اسی طرح نفسانی و رُوحانی بیماریوں کے علاج کے لیے کسی کامل مُرشد کی ضرورت ہوتی ہے۔ بوقتِ گناہ نفس اللہ و رسُول کے واسطہ کو بھی نہیں مانتا۔ قبر۔ صراط۔ نار۔ دوزخ سے بھی خوف نہیں کھاتا۔ ایسی حالت میں کامل مُرشد کا وسیلہ ہی کام آتا ہے جو طالب اور گناہ کے درمیان حائل ہو کر مُرید کو گناہ سے بچا لیتا ہے۔ جیسا کہ میاں شیر محمد علیہ الرحمتہ شرقپور شریف کے متعلق مشہور ہے کہ آپ نے اپنے مرید کو گناہ کبیرہ سے بچانے کے لیے اہل خانہ کا رُوپ دھار کر گناہ سے بچا لیا۔ سُلطان العارفین فرماتے ہیں کہ خدانخواستہ اوّل تو ہمارا مرید گناہ کا مرتکب ہی نہیں ہوتا۔ اگر ایسا ہو جائے تو ہم سُلطان الفقراء لوحِ محفوظ پر اپنے مرید کے گناہ کو مٹا دیتے ہیں یا اپنے مرید کو حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کر کے اس کے گناہ کی معافی لے لیتے ہیں جس سے مرید کو توبہ کی توفیق نصیب ہو جاتی ہے اور آئندہ وہ دوبارہ گناہ نہیں کرتا۔ اِس طرح سچی توبہ کے بعد گناہ باقی نہیں رہتا۔

خوفِ خدا : ہر بات ہر کام میں خوفِ خدا مدِنظر رہے کہ ہم نے ایک روز بارگاہِ اِلٰہ میں حاضر ہو کر اپنے اعمال کا جواب دینا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ اس روز ہمارے اعمال ہماری رُوسیاہی کا باعث ہوں۔ اَلْاِيْمَانُ بَيْنَ الْخَوْفِ وَالرَّجَاء۔ ہمیں اللہ تعالیٰ

کی رحمت کی اُمید اور اُس کے حضور جواب دہی سے خوف کھانا چاہیئے اور اسی کو ایمان کہتے ہیں۔ علماء پر دوزخ حرام ہے اور فقراء پر جنّت اور دوزخ دونوں حرام ہیں۔ قولہٗ تعالیٰ : وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى۔

محاسبۂ نفسی : نفس کا محاسبہ کرتے رہنا چاہیئے اور اُسے اللہ کی راہ کی تلقین کرنا چاہیئے۔ اگر نفس بُرے کام کے لیے اُبھارے تو اُسے ڈانٹ ڈپٹ کرنا چاہیئے۔ محاسبۂ نفسی کرتے ہوئے خلافِ نفس اعمال اختیار کرنے چاہئیں۔ جو نفس کہے، وہ ہرگز نہ کرے وگرنہ نفس اُسے کسی آفت میں مبتلا کر دے گا۔

حاضر الوقت ہو کر کھانا : آپ نے اکثر دعوتوں پر نفس کو کھانوں کے اوپر مکھیوں کی طرح بھنبھناتے ہوئے دیکھا ہو گا۔ جیسے یہ اُن کا پہلا اور آخری کھانا ہو۔ عام لوگوں کو حرام اور حلال میں تمیز کا حکم دیا گیا ہے۔ حرام کھانا کفر پیدا کرتا ہے مشکوک لقمہ اللہ کی راہ روک دیتا ہے۔ حلال کھانے سے اللہ کی بندگی کی قوت پیدا ہوتی ہے فقیر کو حاضر الوقت ہو کر کھانا چاہیئے۔ ہر لقمہ پر اسم اللہ کا تصوّر رہے تاکہ وہ کھانا نور بن جائے کیونکہ غفلت سے کھایا ہُوا کھانا وجود میں غفلت پیدا کر دیتا ہے۔ نفس کو قوتِ لایموت دینی چاہیئے تاکہ وہ زیادہ کھا کر خرمستی نہ کرنے لگے اور کم کھانے سے جزع فزع یا گلہ نہ کرنے لگے۔

زیب و زینت سے پرہیز : جو نفس زیب و زینت کا دلدادہ ہو اُسے قبرستان کی زیارت کروانا چاہیئے تاکہ قبروں کی خستہ حالی دیکھ کر اس پر زیب و زینت کی بے ثباتی عیاں ہو جائے۔ لباس کا سادہ اور پاکیزہ ہونا کافی ہے۔ زیب و زینت سے پرہیز کرنا چاہیئے کسی شاعر نے کیا خوب رباعی کہی ہے ؎

کل پاؤں ایک کاسۂ سر پر جو آ گیا ۔۔۔ یکسر وہ استخوانِ شکستہ سے چُور تھا
کہنے لگا کہ دیکھ کے چل راہ بے خبر ۔۔۔ میں بھی کبھو کسی کا سرِ پُرغرور تھا

مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا: جب تک نفس کو زندگی میں ہی موت کا پیالہ نہ پلایا جائے اُس وقت تک نفس کی اصلاح نہیں ہو سکتی۔ یہ معنوی موت ہے جو کلمۂ طیبہ کے جُز لَآ اِلٰہ کو نفی کی کُنہ سے اختیار کرنے پر نصیب ہوتی ہے جس سے نفس مُردہ اور قلب زندہ ہو جاتا ہے۔ اس کا طریقہ کسی کامل فقیر سے سیکھنا چاہیئے۔
سُلطان العارفین کے طریقہ سے نفس پہلے ہی روز مُردہ ہو جاتا ہے خواہ ایک پیسے کے برابر ہی کیوں نہ ہو۔

فَنَا فِی نُوْرِ اللّٰہ: مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ بِالْفَنَاءِ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ بِالْبَقَاءِ. نفس کو دوزخ کی آگ میں جلنا قبول ہے لیکن ایک لمحے کے لیے اسم اللّٰہ کے نُور میں گم ہونا کسی صورت منظور نہیں۔ سُلطان العارفین کے طریقہ میں جو طالب اسم اللّٰہ کا تصور کرتے ہیں وہ ایک روز اسم اللّٰہ ذات کے شعلۂ نور میں گم ہو کر فنا فی نور اللّٰہ کے مقام پر فائض ہو جاتے ہیں اور اُن کا نفس قلب کی صُورت اختیار کر لیتا ہے۔ جب نفس کا تزکیہ مکمل ہو جاتا ہے تو وہ فلاح پا لیتا ہے۔ قولہٗ تعالیٰ: قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَکّٰی۔ اس وقت نفس قلب کی نُورانی صُورت اختیار کر لیتا ہے اور روح نفس کی قید سے آزاد ہو کر قلب کے لطیف نُوری وجود کو اختیار کر لیتی ہے۔ طالب مولیٰ روشن ضمیر زندہ قلب دائمی حیات کا وارث بن جاتا ہے۔ سُلطان العارفین نے فرمایا۔ "نفس کے کثیف جامے سے باہر نکلنا اور صفاتِ قلب میں داخل ہونا رُوح الامر کو جامۂ لطیف کا جُثّہ عطا کرنا ہے"۔

وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ط

فقیر الطاف حُسین قادری سروری سُلطانی

المُلقّب آخری عہد کا خلیفۂ سُلطانی۔ عزیز کالونی وندالہ روڈ شاہدرہ لاہور